مدیر: مدثر عزیز

قیمت فی پرچہ -/5 یورو

فون: +49-308735703

Email: generalsecretaryaaiil@gmail.com

احمدیہ انجمن لاہور (جرمنی) کی خصوصیات

- آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پرانا۔
- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

جلد نمبر 01	21 جمادی اول تا 21 جمادی الثانی 1437 ہجری یکم مارچ تا 31 مارچ 2016ء	شمارہ نمبر 7

ارشادات حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ (مجدد صد چہاردہم)

نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں

صرف ظاہری اعمال سے جو رسم اور عادت کے رنگ میں کیئے جاتے ہیں کچھ نہیں بنتا۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ مَیں نماز کی تحقیر کرتا ہوں۔ وہ نماز جس کا ذکر قرآن میں ہے اور وہ معراج ہے۔ بھلا ان نمازیوں سے کوئی پوچھے تو سہی کہ ان کو سورۃ فاتحہ کے معنی بھی آتے ہیں۔ پچاس پچاس برس کے نمازی ملیں گے مگر نماز کا مطلب اور حقیقت پوچھو تو اکثر بے خبر ہوں گے حالانکہ تمام دنیوی علوم ان کے سامنے ہیچ ہیں۔ بایں دنیوی علوم کے واسطے تو جان توڑ محنت اور کوشش کی جاتی ہے اور اس (نماز) سے ایسی بے التفاتی ہے کہ اُسے جنتر منتر کی طرح پڑھ جاتے ہیں۔ مَیں تو یہاں تک بھی کہتا ہوں کہ اس بات سے مت رُکو کہ نماز میں اپنی زبان میں دُعائیں کرو۔ بیشک اُردو میں، پنجابی میں، انگریزی میں، جو جس کی زبان ہو اُسی میں دُعا کر لے۔ مگر ہاں یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو اسی طرح پڑھو۔ اس میں اپنی طرف سے کچھ دخل مت دو۔ اس کو اسی طرح پڑھو اور معنی سمجھنے کی کوشش کرو۔ اسی طرح ماثورہ دُعاؤں کا بھی اسی زبان میں التزام رکھو۔ قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد جو چاہو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جس زبان میں چاہو مانگو۔ وہ سب زبانیں جانتا ہے۔ سُنتا ہے قبول کرتا ہے۔

اگر تم اپنی نماز کو باحلاوت اور پُر ذوق بنانا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اپنی زبان میں کچھ نہ کچھ دُعائیں کرو۔ مگر اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ نمازیں تو ٹکریں مار کر پوری کر لی جاتی ہیں پھر لگتے ہیں دُعائیں کرنے۔ نماز تو ایک ناحق کا ٹیکس ہوتا ہے۔ اگر کچھ اخلاص ہوتا ہے تو نماز کے بعد میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ نماز خود دعا کا نام ہے جو بڑے عجز، انکسار، خلوص اور اضطراب سے مانگی جاتی ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کُنجی صرف نماز ہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دُعا ہی ہے۔

نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسے نمازیوں پر تو خود خدا تعالیٰ نے لعنت اور وَیل بھیجا ہے چہ جائیکہ ان کی نماز کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔ (ملفوظات جلد دوم)

اداریہ

حقیقت میں معذور کون ہے؟

ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اقوام عالم کے لئے نمونہ ہیں دنیا ہمارے نقش قدم پر چلے۔ہم ہی اصلاح انسانیت کے لیے کھڑے ہیں کیوں کہ ہم ایک مکمل ضابطہ حیات اپنے ہاتھوں میں رکھنے کے دعویدار ہیں۔اور یہاں حالت یہ ہے زندگی کے سبھی ضابطے ہمیں مغربی ممالک سیکھا رہے ہیں؟ .... مغرب میں آپ کسی بھی شاپنگ پلازہ یا پھر گورنمنٹ یا دوسری کسی بھی بلڈنگ میں چلے جائیں۔آپکو باہر سے سب ادب و آداب قریب اور آسان ترین سہولت پر کچھ مخصوص پارکنگ سپاٹس معذور افراد کے ملیں گے۔ جہاں صرف معذور افراد ہی اپنی گاڑیاں پارک کر سکتے ہیں کوئی دوسرا ہرگز نہیں۔ جہاں کوئی بھی ایسا فرد جو معذور نہیں ہے کا گاڑی پارک کرنا نہ صرف سخت بداخلاقی بلکہ قانونی طور پر بھی جرم کے زمرے میں آتا ہے۔وہاں کڑی نگرانی کی جاتی ہے اور اس غلطی پر کوئی معافی کی گنجایش نہیں بلکہ بھاری سے بھاری جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔

بسوں اور گاڑیوں میں سفر کریں تو سب سے قریبی نشستیں معذوروں، بزرگوں، اور حاملہ خواتین کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔اگر وہ مخصوص نشستیں بھر بھی جائیں تو اخلاقی طور پر ہر مسافر کی ذمہ داری ہے کہ جیسے ہی کوئی معذور فرد، بزرگ یا حاملہ عورت بس یا ٹرین میں سوار ہو تو فوراً اسے اپنی نشست پیش کر دی جائے۔آپ فٹ پاتھ پر چل رہے ہوں تو بھی اگر کسی وہیل چیر سوار کو دیکھیں تو اخلاقی فرض ہے کہ فوراً ایک طرف ہو جائیں اور پہلے اس کو گزر جانے دیں۔کوئی لفٹ ہو یا پھر ریمپ کہیں بھی آپکا معذور افراد سے سامنا ہو جائے تو انکا حق ہر صورت میں پہلا ہی ہے۔

سڑکوں پر نابینا افراد کے لئے خاص آوازوں کے سائن، بسوں گاڑیوں میں ریمپ کی سہولت، کام کی جگہ ہو یا کوئی بھی شعبہ زندگی ہو، معذور افراد کی ہر جگہ مخصوص نشستیں انکی خاص اہمیت اجاگر کرتی دیکھائی دیتی ہیں۔فقط اتنا ہی نہیں بلکہ معذور افراد کو یہاں معذور کہنا بداخلاقی ہے اور انہیں اسپیشل افراد کہنا زیادہ مناسب سمجھا جاتا ہے۔کہ یہاں سی این آئی بی ... نابینا افراد کے حکومتی ادارے میں کام کرنے والے ایک ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ معذور افراد کو جو چلنے میں مدد کے لئے مخصوص لاٹھی اور وہیل چیر فراہم کی جاتی ہے وہ انکی نہیں بلکہ ہماری اپنی مدد کیلیئے ہے کیوں کہ اگر وہ لاٹھی انکے ہاتھ میں نہ ہو تو نابینا وہ نہیں بلکہ ہم خود ہو جاتے ہیں کہ ہم سے جس توجہ اور ہمدردی کے وہ مستحق ہیں وہ ہمیں انکی یہ لاٹھی اور وہیل چیر ہی تو سمجھاتی ہے۔

مگر یہاں ایک افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ یہاں ہر وہ انسانی طور طریقہ جو مغرب ہمیں سیکھا رہا ہے مشرق میں آ کر نجانے کیوں بری طرح ناکام ہو جاتا ہے۔۔۔ بلکہ قابل شرم حقیقت تو یہ ہے کہ یہاں کسی بھی جگہ اس کا تصور ہی نہیں۔اگر اپنے پیارے وطن عزیز کے کسی حصے میں چلے جائیں، مسجد، ہسپتال، پارک، مارکیٹ، حتی کہ مذہبی جگہوں اور محفلوں میں معذور افراد کے مخصوص پارکنگ سپاٹس کہیں بھی دیکھائی نہیں دیتی بلکہ وہاں معذور افراد کی مخصوص جگہوں پر بڑی بڑی شاندار گاڑیوں کی نمائش ہوتی دکھائی دیتی ہے اور ہم اپنی ذہنی معذوری کا ثبوت دیتے دیکھائی دیتے ہیں۔اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی محفلوں کی دھکم پیل میں معذوروں، بزرگوں اور ضعیفوں کا موجود ہونا ہمیشہ ایک انتہائی تکلیف دہ احساس پیدا کرتے ہیں۔اور اکثر میرے ذہن پہ یہ سوال چھوڑ جاتا ہے کہ یہاں حقیقی طور پر کون معذوری کا شکار ہے؟

☆☆☆☆

اپیل برائے جامع برلن

فرمودہ حضرت امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 26 دسمبر 2015ء، بمقام جامع دارالسلام لاہور

''اللہ بے انتہا رحم والے بار بار رحم کرنے والے کے نام سے

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اس میں سے جو ہم نے تم کو دیا ہے خرچ کرو اس سے پہلے کہ وہ دن آ جائے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہو گی اور نہ کوئی دوستی اور نہ ہی کوئی سفارش۔ اور کافر ہی ظالم ہیں۔''

(سورۃ البقرہ ۲ آیت 254)

''تم راستبازی کو ہرگز حاصل نہ کرو گے یہاں تک کہ اس سے خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو گے تو اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔'' (سورۃ آل عمران ۳ آیت 92)

قرآن کریم ایسی آیات سے بھرا پڑا ہے جن کے ذریعہ ہمیں کسی نیک کام کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ میں نے جو آیات تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے ہماری توجہ مال اس کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف دلائی ہے۔

پہلی تلاوت شدہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اور کافر ہی ظالم ہیں'' یہاں ''کافر'' لفظ کیوں استعمال کیا؟ اس لئے کہ انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ یہ انکار کرنے والے کون ہیں؟ یہ وہ ہیں جو اللہ کے پیغام سنیں اور پھر اس پر عمل نہ کریں۔

آج میں اپنی ساری بین الاقوامی جماعت سے اس مراسلہ کے ذریعہ اپیل کر رہا ہوں۔ میری یہ اپیل جامع برلن (Die Mochee) کی مرمت پر آنے والے اخراجات سے متعلق ہے۔ اس کے لئے اس سے زیادہ کوئی بہتر طریقہ نہیں کہ میں اس کے شروع میں حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت سناؤں جو آپ نے جامع برلن کے متعلق پیغام صلح میں شائع کی تھی۔

وہ فرماتے ہیں:

''برلن برباد ہو گیا، ایسا برباد ہوا کہ لندن اور وارسا اور سٹالن گراڈ کی بربادی اس کے سامنے ماند پڑ گئی۔ اس پر آسمان سے دن اور رات آگ برستی رہی، کئی لاکھ من گولے اس پر پڑے اور دو تین سال برابر یہ سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر ایک انتقام کے جذبہ سے بھری ہوئی قوم جو جرمنی کے ہاتھ سے بے حساب نقصان اُٹھا چکی تھی۔ جس کے شہر اور صنعتیں اور زراعت جرمن فوجوں نے ویرانے بنا دیئے تھے۔ اس پر حملہ آور ہوئی اور شہر کی عمارتوں کو اس طرح مسمار کیا کہ دیکھنے والوں نے کہا کہ لندن برباد نہیں ہوا۔ وارسا برباد نہیں ہوا۔ سٹالن گراڈ برباد نہیں ہوا اگر برباد ہوا ہے تو برلن برباد ہوا ہے مگر اس برباد شدہ شہر میں آج ریوٹر (Reuter) نیوز کا نامہ نگار بتاتا ہے کہ 'برلن مسجد زندہ موجود ہے'۔

''اس برلن میں ایک غریب جماعت نے خدا کا ایک گھر بنایا تھا اس جماعت کو کوئی نمود مقصود نہیں تھا کیونکہ وہاں جا کر دیکھنے والا کون تھا کہ ہم نے کیا بنایا ہے۔ یہ اپنے مالوں کو خدا کا گھر بنانے کے لئے دیتی تھی اور عاجزی سے دعائیں کرتی تھی۔ ربنا تقبل منا (ترجمہ: اے ہمارے رب ہماری اس کوشش کو قبول فرما۔

''مجھے وہ نظارہ یاد ہے جب ہمارے سالانہ دعائیہ میں مٹھی بھر خواتین بھی بیٹھی تھیں۔ جب برلن سے یہ اپیل ہمارے مبلغ (حضرت مولانا صدر الدین رحمتہ اللہ علیہ) کی طرف سے آئی کہ میناروں کے لئے روپیہ نہیں رہا۔ اس وقت میں نے ان مٹھی بھر خواتین سے اپیل کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اس طرح کھولا کہ کئی ہزار روپیہ چندہ ایک چھوٹی سی جماعت کی تھوڑی سی خواتین سے جمع ہوگیا۔ (یاد رہے کہ مولانا صاحب جہاں ہزاروں کی بات کرتے ہیں وہ تقریباً ایک صدی پہلے کر رہے ہیں۔ آج ان ہزاروں کی قدر کروڑوں میں بدل چکی ہے) تو میں آج اپنی جماعت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس قربانی کو قبول فرمانے کا ایک کھلا نشان ظاہر کیا اور آج ریوٹر (Reuter) کے نامہ نگار نے تمام دنیا کو اطلاع دے دی ہے جو بات ہمارے بس کی نہ تھی کہ خدا نے اس برباد شدہ شہر میں اپنے گھر کو بچالیا۔

''اور عجیب بات ہے کہ یہ بھی اس اطلاع میں بتا دیا گیا ہے کہ گنبد اور میناروں کو کچھ نقصان پہنچا ہے مگر وہ مینار جس پر چڑھ کر موذن اذان دیتا تھا بالکل محفوظ ہے۔ وہاں سے خدا کا نام بلند ہوتا تھا۔ خدا نے کتنا بڑا نشان دکھایا۔ ہمیں آج اس بات کی خوشی نہیں گو یہ بھی ایک بڑی بھاری خوشی کی بات ہے کہ ہمیں از سرِ نو اس کی تعمیر پر مال خرچ کرنا نہیں پڑا۔ خوشی اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو بچانے میں کتنا بڑا نشان دکھایا اور اپنی طاقت اور اپنی ہستی کا کتنا بڑا ثبوت دیا۔

ترجمہ: اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا'' (سورۃ الانبیاء ۲۱:۶۹) اس کا نظارہ دنیا کو دکھایا تھا۔ آج دنیا کو پھر یہ نظارہ دکھایا کہ وہ جسے بچانا چاہے جلتی آگ کے اندر بھی سلامت رکھتا ہے۔

''عجیب بات یہ ہے کہ جب روسیوں کا حملہ شروع ہوا تو جرمنوں نے اس محل پر حملہ کی روک کے لئے اسی مسجد کو منتخب کیا۔ ایسی جگہ پر تو حملہ اور بھی سخت ہونا تھا۔ اور ہوا۔ جب روسی فوج اس پر قابض ہوئی تو چودہ جرمن سپاہیوں کی لاشیں اس مسجد میں پڑی تھیں۔ مگر مسجد کی خادمہ اس گھر میں محفوظ تھی (جب سارے چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کا نام آمینہ موسلر تھا۔ ان کی بھتیجی امام برلن کو ملنے اسی جامع میں حال ہی میں آئی تھیں۔ آمینہ موسلر ایک طرح کی مبلغہ بن کر رہیں اور ایک قابل رشک ہستی بنیں جس نے اس جامع کو ان آزمائش کی گھڑیوں میں بھی ترک نہ کیا۔) پھر اس خادمہ نے یہ بھی بتایا کہ جنگ کے دوران یہ مسجد یہ چھ ہزار مسلمانوں کا مرکز تھی۔ الحمد اللہ! ثم الحمد اللہ۔ کہاں ہیں وہ مسلمان یا وہ گو جنہوں نے مسلمانوں کو اس بات کے لئے اُکسایا تھا کہ برلن مسجد کو برباد کردو کیونکہ یہ مرزائیوں کی بنائی ہوئی ہے۔ اے مسلمانوں کے فرزندو! اپنے ارادوں کو بھی دیکھو اور خدا کے ارادوں کو بھی دیکھو۔ تم اس کو برباد کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ خدمت اسلام کی تڑپ رکھنے والی جماعت نے اسے بنایا تھا۔ خدا نے اس جلتی آگ میں اسے بچا کر رکھ دیا کہ خدا کا ہاتھ اس جماعت کے ساتھ ہے اس شخص کے ساتھ ہے جس نے اس جماعت کو اس کام پر لگایا۔

'' میرے دوستو آؤ خدا کے سامنے عاجزی کے سجدوں میں گر جاؤ۔ (آج کل ہم عاجزی کے سجدے بھول چکے ہیں جو ملتا ہے اسے ہم اپنا حق سمجھ بیٹھتے ہیں، جب زلزلوں میں رات کے کسی پہر زمین ہلتی ہے تو بستر چھوڑ کر بھاگتے ہیں۔ استغفار اور کلمہ پڑھتے ہیں اور صبح جوں کے توں ہوجاتے ہیں۔ نہ نماز کی طرف توجہ اور نہ کسی دینی کام کی طرف) کہ ہم گنہگاروں، ہم ناکاروں کے لئے اس نے اتنا بڑا نشان دکھایا، اپنی طاقت اور قدرت کا نشان دکھایا کہ یہ محض اس کا رحم ہے، ہم کہاں اس قابل تھے مگر اس کی قدردانی کی کوئی انتہا نہیں۔ اس نے ایک بہت ہی چھوٹی سی کوشش

کی اتنی قدردانی فرمائی۔ آؤ ہم بھی اس قدردانی پر اس معجزہ نمائی پر کچھ شکر یہ ادا کریں مگر عملی رنگ میں اے شک کرنے والو! اپنے شکوک کو خدا کے اس عظیم نشان کے سامنے تو دلوں سے نکال دو، اور اب تو جان لو کہ خدا کا یہ ارادہ ہو چکا ہے کہ اس کا نام دنیا میں پھیلے اور یہ تمہارے مال اگر آج خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے میں اور خدا کا کلام دنیا میں پہنچانے میں لگ جائیں تو یہ غلیظ مال بھی پاک ہو کر ابدی زندگی حاصل کر لیں گے اور ان مالوں کو لگانے والوں کے لئے خدا نے اپنی کیا کیا نعمتیں رکھی ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا۔ دیکھو یہ نشان بھی دنیا میں اسی رمضان میں ظاہر ہوا (اس وقت ماہ رمضان تھا اور آج ربیع الاول کا مہینہ ہے جب میں اپیل کرنے جا رہا ہوں) کیونکہ ہمیں اس کا صحیح علم اسی رمضان میں ہوتا ہے۔ دس اگست کو رمضان شروع ہوتا ہے اور ٹھیک تیسرے روزے یعنی ۱۳ اگست کو ایک کافر ایجنسی اسی نشان کو دنیا میں مشتہر کرتی ہے اور اسی رمضان کے لئے میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ دس اور تبلیغی مرکز دنیا میں قائم کرنے کا تہیہ کرلو۔ (یہ مرکز قائم کرنا بھی مولانا محمد علیؒ صاحب کی ہی خواہش ہے ہم نے صرف اپنی خواہش پر ہی عمل نہیں کرنا ہم ان کی خواہشوں پر عمل کریں) اور اپنے جمع شدہ مالوں کا جنہیں آپ فنا ہونے کے لئے اپنے پیچھے یہاں چھوڑنے والے ہیں۔ دسویں سے تیسرے حصہ تک اس کام پر لگا دو تا کہ تمہارا سارا مال ابدی اور لافانی ہو جائے اور تمہاری اس دوسری زندگی میں دس گنا ہزار گنا لاکھ گنا اور بے حساب گنا ہو کر تمہیں ملے گا۔ خدا نے تمہاری پہلی کوشش کی اتنی قدردانی فرمائی اب تم اپنے قدموں کو خدا کی راہ میں تیز کرو اگر پہلے تم بیٹھے سے کھڑے ہوئے تھے تو اب چل پڑو اگر پہلے تم کھڑے ہو کر چل پڑے تھے تو اب دوڑ پڑو۔ جو کچھ لا سکتے ہو لاؤ کہ ہم مل کر خدا کا نام دنیا میں بلند کریں اور اس آنے والے سال میں دس اور مرکز قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں قائم کر دیں۔ تمہارا خدا تمہارے ساتھ ہے۔ تم ارادہ کرلو وہ تمہارے اندر قوت پیدا کر دے گا۔

"اے صاحبان مال! اگر میری اس آواز پر تم اپنے مال نہیں لاتے تو یاد رکھو کہ ایک دن اس بات پر پچھتاؤ گے۔ خدا کے رستے میں اپنے مال دیدو۔ خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے کے لئے اپنے مال دیدو۔ خدا کا آخری پیغام اس کا رزق روحانی بھوکی مرتی دنیا تک پہنچانے کے لئے اپنے مال دیدو۔ اور اگر میری یہ تمام التجائیں بھی تمہارے دلوں پر کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتیں اور میں جانتا ہوں کہ ایک ناکارہ، ایک گنہگار کی آواز میں کیا اثر ہو سکتا ہے (یہ مولانا محمد علیؒ صاحب اپنے آپ کو ناکارہ، گناہ گار کہتے ہیں تو پھر ہم کیسے تولے جائیں گے۔) تو پھر آخری التجا یہ ہے کہ اس رمضان میں خدا کے آگے گرو اور روؤ اور اس سے یہ دعا مانگو کہ اے خدا تو اپنے دین کی نصرت کا کوئی اور سامان ہی کر دے۔ وہ اس بات پر وہ قادر ہے۔ خدا کے دین کی نصرت کے لئے دعائیں کرو اور اس قدر کرو اور گریہ وزاری کرو کہ تمہاری آہیں آسمان تک پہنچ جائیں۔ اس مضمون کے آپ تک پہنچنے کے بعد پندرہ دن ہی رمضان کے باقی ہیں۔ مگر آخری عشرہ ابھی باقی ہوگا۔ میری آخری التجا کو نہ بھولو کہ اگر مال نہیں دے سکتے تو دعاؤں سے ہی مگر ان دعاؤں سے جو آسمان تک پہنچ جائیں۔ میری مدد کرو۔

(پیغام صلح ۲۲ اگست ۱۹۴۵ء)

(خاکسار محمد علی)

یہ دور گزر گیا مسجد بن گئی اور وہ عظیم شخصیت مولانا صدر الدینؒ صاحب تھے جنہوں نے یہ کام حوصلے سے کام لیتے ہوئے سرانجام دیا۔ ایک مرد خدا وہاں کھڑا ہو کے یہ مسجد جس کے متعلق خاتون ریسرچ مسز

یونکر(Mrs.Jonker) جس نے یہ کہا کہ **میں اس قوم کے حوصلے سے بہت متاثر ہوں کہ جب ان کو گرایا جاتا ہے تو یہ اور اوپر کی طرف اُٹھ جاتی ہے۔** اس جامع کا کھڑا ہو جانا ایک معجزہ تھا۔ اس معجزہ کو اب 94 سال بیت چکے ہیں۔ یہ معجزہ اللہ نے ہمیں حضرت مولانا صدرالدین رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں دکھایا جو اس وقت ہماری جماعت کے مبلغ کی حیثیت سے برلن میں تعینات تھے۔

یہ جامع ہمیں ورثہ میں ملی ہے۔ اس کے پیچھے جس ہستی کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی تھی وہ حضرت مولانا محمد علیؒ صاحب تھے۔ جو ہمارے بانی بھی تھے اور ہمارے پہلے امیر بھی۔ اس انسان کی دور نظر تو دیکھو کہ **مسیح موعودؑ کے خواب جس میں انہوں نے یورپ میں سفید پرندے پکڑے اس کی تعبیر کو ممکن بنانے کے لئے برلن میں مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔**

حضرت مولانا صدرالدین رحمتہ اللہ علیہ کی جماعت کے ساتھ محبت اور اُن کا خلوص اور اَن تھک محنت ہی تھی جس کو اللہ نے برکت سے نوازا اور ایک نہایت خوبصورت مسجد وجود میں آئی۔ ہم ان دونوں امیروں کی قدر کرتے ہیں۔ عزت کرتے ہیں اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ 1924ء سے لے کر آج تک اور انشاء اللہ، اللہ کرے۔ ہمیشہ ہماری جماعت کی علامت بن کر یہ مسجد قائم رہے۔

اب ہمارا فرض ہے کہ جو جامع ہمیں اللہ تعالیٰ نے ورثہ میں دی۔ اُس کو ہم اس خواب جو مسیح موعودؑ نے دیکھا اس کی تعبیر کے لئے استعمال کریں اور اسے اسلام پھیلانے کا ذریعہ بنائے رکھیں۔

اب وہ وقت ہے جب دنیا کو امن پسند اسلام کے فروغ کی اشد ضرورت ہے۔ یہ ہی ہمارا پیغام ہے اور احمدیت کی یہ تعلیم یورپ میں اس سنٹر سے پھیلائی جائے بہار کی نشانی سوکھے درختوں میں دوبارہ پتے دکھائی دینا اور پھلوں اور پھولوں کی کونپلوں اور پتوں کا نکل آنا ہے کہ اب بہار آنے والی ہے۔ حال ہی میں برلن سے حوصلہ افزاء خبریں موصول ہو رہی ہیں اور یہی آنے والی بہار کی نشاندہی کر رہی ہے۔

عمارتیں جب بنتی ہیں تو وقت کے ساتھ ساتھ کمزور ہو جاتی ہیں ایسی کوئی عمارت دنیا میں نہیں ہے جو بنے اور پھر جوں کی توں قائم رہے اور کسی عمارت کو آپ بہت ہی سنبھالو لیکن وہ زیادہ سے زیادہ 40 یا 50 سال چل جائے گی۔ ہماری یہ مسجد 94 سال سے کھڑی ہے۔ اب اسے بھی مرمت کی ضرورت ہے۔ یہ مرمت مرحلہ وار چھ سالوں میں کی جائے گی۔ ہر سال ایک کروڑ روپے خرچ ہوگا۔ آج کی میری اپیل اسی مقصد کے تحت ہے۔ آپ نے دیکھ لیا خواتین نے حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کی اپیل پر کیسے اس کے قیام میں مدد کی۔ آج بھی ہماری جماعت کا جذبہ جوں کا توں قائم ہے۔ دعائیہ شروع ہونے کے پہلے دن ہی روایت کو قائم کرتے ہوئے ایک خاتون نے ایک پرس میں جیولری ڈال کر ہمیں دے دی۔ اور بھی عورتیں یہاں موجود ہیں جو اپنے زیور سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہیں کیونکہ اس کی مثال پہلے بھی موجود ہے۔ یہ ایک طرح کا ایمان کا امتحان ہے جس سے ہم اپنے عزیز مال کو اللہ کی راہ میں دے دیتے ہیں۔ یہ وہی ایمان ہوتا ہے جس کی مثال اس کسان کی ہے جو یقین کے تحت اپنے دانے زمین میں پھینکتا ہے کہ کل کو اسی سے فصل اُگے گی۔ ہم خزاں میں درختوں کے تمام پتے جھڑتے دیکھتے ہیں اور پھر بہار میں ان پر نئے پتے اور پھل لگتے دیکھتے ہیں۔

ایک جیولری کا سیٹ آ چکا ہے۔ دوسرا سیٹ میں اپنی طرف سے دیتا ہوں جو میری والدہ کی نشانی ہے۔ اس کو میں نے ساری زندگی سنبھال کے رکھا۔ اس سیٹ کو میں اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے کہ وہ بھی ان خواتین میں شامل ہو جائیں کہ اگر آج وہ زندہ ہوتیں تو وہ یہ کڑے نکال کر بلکہ

اور بھی نکال کر ضرور دیتیں۔اس کے علاوہ اپنی طرف سے ایک لاکھ روپیہ دینے کا اعلان کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین

یہ اپیل جماعت کے ہر فرد کے لئے ہے چاہے وہ جہاں کہیں بھی مقیم ہوں۔یہ صرف امیروں کے لئے نہیں۔اس میں تمام جماعت کے احباب اپنی اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لے لیں۔حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کبھی غریب کا دیا ہی اس کے امیر بن جانے کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے جس پر میں اپنی اپیل کا ختم کروں گا۔

حضرت مولانا نورالدینؓ قادیان جارہے تھے تو دو آدمی جن سے ان کی جان پہچان تھی انہوں نے مدد چاہی اس زمانے میں دو، دو آنے جو اس وقت بڑی رقم تھی، ان دونوں کو دے دیئے۔ان دونوں میں سے ایک شخص نے اس رقم کو حقیر جانتے ہوئے لینے سے انکار کر دیا جبکہ دوسرے نے اس رقم سے پھل خریدے اور بیچے اس طرح وہ شخص یہ کام کرتے کرتے ایک پھل کی دوکان کا مالک بن بیٹھا۔جب اگلی دفعہ مولانا صاحب ملے تو اس کی اپنی پھلوں کی دوکان وہاں کھڑی تھی۔اس میں ان لوگوں کی مثال ہے جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایک دانہ کی مثال ہے جو سات بالیں اگائے گا اور ہر ایک بالے میں سو سو دانے ہوں گے اور آیت ختم کیسے ہوئی کہ اللہ اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہے تو میں اس پہ اپنی اپیل ختم کرتا ہوں۔آج ایک دوسرے سے بڑھ کر آگے آئیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمیں دین اور دنیا میں کامیابیاں عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆☆

ہمارا مذہب اور عقیدہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے، اب کوئی اور کلمہ یا کوئی نماز نہیں ہوسکتی جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی جو اس کو چھوڑے گا جہنم میں جاوے گا۔یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس اُمت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی ہے اھد نا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی راہ کے لئے جو دعا سکھائی تو اس میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا ہے وہ معرفت الٰہی کا کمال ہے اور یہ نعمت ان کو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی اسی کے تم بھی خواہاں رہو۔“

(لیکچر حضرت مسیح موعودؑ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۰۰ء)

☆☆☆☆

مضبوط نظام کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی

قومی وحدت اور استحکام کو ہر وقت پیش نظر رکھو

حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ

ترجمہ: ''اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ سخت بیزاری کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ اللہ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اس کے رستہ میں صف باندھ کر جنگ کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہیں۔''

(سورۃ الصف)

جماعت کا نظام کیسا ہو؟

وہ بے نظیر نظام، جماعت کا جو دین حقہ نے پیدا کیا اور جو اصل منشاء اس کی آمد کا تھا۔ کس قدر زبردست نظام ہے جماعت کا کہ جنگ کرتے ہیں۔ ملک کے لئے نہیں۔ مال دولت کے لئے نہیں اقتدار حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ فی سبیل اللہ محض اللہ کے راستے میں اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے سر کٹواتے ہیں تو کس حالت میں صفاً ایک لائن میں کھڑے ہو کر گویا کہ مضبوطی میں وہ سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح ہیں۔ تیروں کی بوچھاڑ ان پر ہوتی ہے۔ دشمنوں کے زبردست حملے ہوتے ہیں مگر ان میں جنبش پیدا نہیں ہوتی۔ ان کے قدم پیچھے نہیں ہٹتے اور وہ نہایت استقامت سے ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور ایسی مضبوط دیوار کا نقشہ پیش کرتے ہیں جس کے اجزا باہم ملے ہوئے ہیں اور بیرونی طاقت کا جس پر کوئی اثر نہیں۔

نظام کی اہمیت اور اطاعت امیر

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو کسی کو چوں چرا کی طاقت نہ تھی مگر پھر آپ نے ایک زبردست نظام مقرر کیا اس کے لئے قانون وضع کیا اور جماعت کو اس کا سختی سے پابند بنایا اور اسی نظام جماعت کو قائم کرنے کے لئے آپ بیعت بھی لیتے رہے اور نہ صرف خود ہی بیعت لی بلکہ آئندہ کے لئے بھی فرمادیا کہ جو کوئی تمہارا امیر مقرر ہو اس کے ساتھ کیا سلوک کرو۔ فرمایا:

ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ سنے اور عمل کرے اور خواہ وہ اس بات کو پسند کرتا ہو یا نہ کرتا ہو جب تک کہ اُسے خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کا حکم نہیں دیا جاتا اور اگر نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سنے اور نہ فرمانبرداری کرے۔

آپ کے سامنے نظام کی پابندی نہایت ضروری تھی یہاں تک فرمایا ''اگر ایک حبشی غلام بھی جس کا سر سوکھے انگور کی طرح ہو تمہارا حاکم مقرر کیا جائے تو اس کی بات بھی توجہ سے سنو اور اس کی تابعداری کرو'' ایک اور روایت میں ہے:

اس وقت تک کہ وہ اللہ کی کتاب کو تمہارے درمیان جاری رکھے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ میرے بعد حق تلفیاں ہوں گی۔ بعض حکام سختیاں برتیں گے۔ اصحاب نے دریافت کیا کہ ایسے حالات میں کیا حکم ہے؟ فرمایا صبر کرو۔ حکام کے حق ادا کرو اور اپنے حقوق خدا سے طلب کرو۔ یہ فی الحقیقت نظام کا اصول تھا جس پر جماعت کی طاقت کی بنیاد تھی اور جب تک دنیا قائم ہے رہے گی۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

یہ ہے وہ بلند اصول جو آپ نے اتحاد ملی کے لئے قائم کیا اور جو نظام کی

ریڑھ کی ہڈی ہے۔ غور کر کے دیکھ لیجئے اس کے بغیر کوئی نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ یہی اصول تھا جس نے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا۔

اقرار بیعت کو پورا کرو

جو آیت میں نے پڑھی تھی اس میں جو یہ الفاظ ہیں لم تقولون مالا تفعلون کہ ایسی بات نہ کہا کرو جو تم کرتے نہیں یہ خدا تعالیٰ کے نزدیک نہایت ہی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے تو بات یہ ہے کہ وہ لوگ جس بات کو منہ سے نکالتے تھے۔ اس پر پکے نہ تھے یہ نہ تھا کہ بیعت تو کر لی کہ ہم آپ کی بات سنیں گے اور مانیں گے مگر جب حکم ہوا تو پھر بھاگ گئے۔ یہ جوانمردی نہیں اس سے بہتر ہے کہ پہلے ہی علیحدہ رہے تاکہ نظام میں رخنہ اندازی نہ ہو۔ وہ شخص جو بیعت کرتا ہے اور پھر بیعت کے اقرار کو پورا نہیں کرتا دراصل دوست نہیں دشمن ہے۔ جو جماعت کے نظام کو کمزور کرتا ہے اور کام کو نقصان پہنچاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا جوش ایمان

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں پھر قلمی، لسانی اور مالی جہاد کا موقع دیا ہے اور ہم نے اس کام کے لئے بیعت کی ہوئی ہے اب اگر ہماری راہ میں سخت ترین مشکلات بھی آئیں تو ہمیں ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ اور ہمارا جو قدم اُٹھے وہ آگے ہی ہو۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ کو بہت سخت مہم درپیش تھی مگر وہ اطاعت اور فرمانبرداری کے پیکر کام کرتے جاتے تھے اور جھوم جھوم کر بڑھتے جاتے تھے۔

"ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر بیعت کی ہوئی ہے اور یہ اقرار ہمارا تازندگی ہے۔"

نظام کی بنیاد سنو اور اطاعت کرو

آج کے زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بھی ہمیں ایک جہاد پر لگایا ہے جس پر ہم نے تمام عمر کاربند رہنے کی بیعت کی ہے مگر یاد رکھو کہ کوئی جہاد نظام کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ یہ ہے ہی ناممکن۔ اس لئے ہمارا سب سے پہلا فرض ہے کہ نظام قائم کریں اور وہ وہی اصول ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام کو قائم کیا مگر پھر کہتا ہوں کہ نظام کی بنیاد ایک ہی بات پر ہے کہ "سنو اور اطاعت کرو"۔ جب تک یہ روح پیدا نہ ہو جائے۔ جب تک تمام افراد جماعت ایک آواز پر حرکت میں نہ آ جائیں۔ جب تک تمام اطاعت کی ایک سطح پر نہ آ جائیں ترقی محال ہے۔

وحدت پاش امور

بعض باتیں ایسی ہیں جو نظام جماعت کو کمزور کر دیتی ہیں اور جو بظاہر معمولی معلوم ہوتی ہیں مگر قوم کے لئے مہلک ہیں۔ ان آخری سورتوں میں جو فتوحات کے وقت نازل ہوئیں اللہ تعالیٰ نے ان ہی باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور جو نظام کو بچانے کے لئے ضروری ہے سورۃ الحجرات میں ہے:

"اپنے بھائیوں پر عیب نہ لگاؤ۔ بہت بدگمانی سے بچو اور ایک دوسرے کے بھید مت ٹٹولو اور ایک دوسرے کی چغلی مت لگاؤ۔" اس قسم کی اور بھی بہت قیمتی نصائح ہیں۔ بظاہر یہ معمولی ہیں مگر یہی باتیں قومی نظام کو قائم کرتی ہیں۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی سے محبت بڑھتی ہے اور محبت استحکام کا باعث ہوتی ہے لیکن جب ان برائیوں میں افراد پڑ جاتے ہیں تو محبت کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے اور قوم کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے۔

اپنے بھائی کی جان، مال اور عزت کی اپنے خون سے حفاظت کرو۔ ہماری قومی زندگی کا راز ہی باہمی محبت اور ایک دوسرے کی خیر خواہی میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام جسے وصیت سمجھنا چاہیے یہی تھا:

ترجمہ: "خبردار مسلمان کا خون، مال اور آبرو دوسرے مسلمانوں پر ویسے ہی حرمت والے ہیں جیسے کہ یہ حج کا دن، یہ ماہ محرم اور یہ مکہ مکرمہ کا شہر حرمت والے ہیں۔"

اس سے صاف واضح ہے کہ مسلمان کی ہر چیز حرمت والی ہے اسے مقدس

سمجھنا چاہیے۔ نہ کسی کی عزت پر حملہ کرو نہ کسی کی برائی کرو چغلی کھاؤ۔ یہی چیزیں جن کی مذمت ظاہر ہے جماعت کے نظام کو برباد کرتی ہیں۔ ہر وقت یہی اصول سامنے ہونا چاہیے۔"سنو اور اطاعت کرو" اور بس اور اس نظام کو بربادی سے بچانے کے لئے ہر وقت بچنا چاہیے بدگمانی سے تجسس سے، غیبت سے اس میں راز کیا ہے، اسلام نے ہمارے سامنے ایک نہایت بلند مقصد رکھا ہے لیکن جب ایک مومن ان برائیوں میں لگ گیا۔ دن رات عیب جوئی اس کا شعار بن گیا تو وہ بلند مقصد جس کے لئے وہ کھڑا ہوا ہے فوت ہو گیا۔ کیوں؟ اس طرح ان کا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ توجہ جاتی ہے، دماغ خرچ ہوتا ہے۔ اصل کام کو کمزوری پہنچنے لگ جاتی ہے اور نظام برباد ہو جاتا ہے۔

کیچڑ اچھالنا پست فطرت پر دال ہے

یہ کیوں ہے یہ ایک طبعی مناسبت ہوتی ہے بعض کو گند سے رغبت ہوتی ہے اور بعض کو خوبی سے۔ دو ہی قسم کے انسان ہوتے ہیں ایک بلند فطرت جن کی نگاہیں اوپر رہتی ہے اور وہ خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ دوسرے پست فطرت وہ ہمیشہ نیچے کی طرف ہی دیکھتے ہیں اور دوسروں کے عیبوں کی تلاش میں ہی ہلاک ہو جاتے ہیں اور یہ اُن کی طبیعت کی مناسبت کی وجہ سے ہے۔ آپ اس کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کہیں پھولوں کا باغ ہو وہاں پر بے شمار مکھیاں اڑ رہی ہوں تو بغیر قریب جا کر دیکھے ہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ شہد کی مکھیاں ہیں لیکن اگر کہیں غلاظت ہو تو یہ کبھی وہم میں بھی نہیں آتا کہ یہاں شہد کی مکھیاں ہوں گی۔ دوسری ہی مکھیاں ہوں گی جنہیں غلاظت سے نسبت ہے۔ بعینہ یہی حال بلند فطرت اور پست فطرت لوگوں کا ہے۔

نکتہ چینی کو چھوڑ دو اور
اصلاح میں لگ جاؤ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت دی ہے اگر تم آج عیب جوئیوں میں لگ جاؤ تو سمجھ لو کہ جماعت گر یہ نظام خدا کا قائم کردہ ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ اسے اپنے ہاتھوں سے برباد کریں۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس کو اور بھی مستحکم کریں اور دنیا کو اس نظام کے اندر کھینچ لائیں اور اس بات کو حاصل کرنے کے لئے پست فطری کو چھوڑ دو اگر دوستوں میں کوئی ڈاکو یا بے راہرو وغیرہ نظر آتے ہیں تو بالکل ان سے الگ ہو جاؤ لیکن اگر یہ خیال ہے کہ ہر ایک ہمارے منشاء اور خیال کے مطابق پورا نہیں اترتا۔ اس میں فلاں کمزوری ہے تو اس کا علاج محبت اور اصلاح کا طریق ہے۔

تو اگر کوئی کمزوری دیکھو کہ فلاں شخص نظام پر پورا نہیں اترتا۔ اطاعت میں غفلت برتتا ہے تو اسے سمجھاؤ۔ محبت سے، نرمی سے، اپنے نمونے سے، عیب شماری سے آج تک نہ کسی نے اصلاح کی اور نہ ہی اس کی توقع رکھنی چاہیے۔ جہاں بھی شریعت کے خلاف کوئی بات دیکھو وہاں غیرت اختیار کرو لیکن اگر دوست کی بعض باتیں ناپسند ہوں تو اپنے آپ کو سنبھالو لیکن ہے کہ وہ دراصل عیب نہ ہو۔ اپنی نگاہوں کو ہر وقت بلند رکھو، ترقی کی طرف قدم بڑھاؤ اور بلند مقصد حاصل کرنے کے لئے شب و روز مصروف رہو۔ دوسروں کی خوبیوں پر نگاہ رکھو اور اپنی کمزوریوں کی اصلاح کی طرف توجہ دو۔ ہر شخص تم میں سے اپنی اپنی اصلاح کر لے تو قوم بنتے دیر نہیں لگے گی۔

حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کا اسوہ حسنہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ آپ کے ایک مرید داڑھی منڈواتے تھے اور وہ آپ کے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھتے تھے کہ ایک وہابی منش مرید کو غصہ آیا اور کہا کہ آپ ایک داڑھی منڈے کو اپنے ساتھ لئے بیٹھے ہیں۔ فرمایا۔ آپ کو داڑھی کا خیال ہے اور مجھے دلوں کی فکر ہے بات یہ ہے کہ یہ بھی شریعت کا حکم تھا مگر ہر بات کا مراتب خیال رکھنا پڑتا ہے۔

دو تین بنیادی باتیں

میں یہاں پھر وہ تین باتیں نظام کے لئے دوہراتا ہوں۔ بنیاد یہ "سنو اور اطاعت کرو" اس وقت تک جب تک کہ گناہ کا حکم نہ ہو اور بربادی بچانے کے لئے عیب شماری کو چھوڑو۔ کہ یہ نیکیوں کا کام نہیں پست فطرتوں کا کام ہے۔

اگر آپ ان دو باتوں کو سختی سے پکڑ لیں تو دنیا کی کوئی طاقت اس نظام کو نہیں ہلا سکتی۔ جہاں کسی کو ایک دوسرے کی عیب شماری کرتے دیکھو اگر اس کو

ہاتھ سے روک نہیں سکتے تو اس جگہ سے چلے جاؤ۔ خیال رکھو کہ جس طرح غلاظت کے چھینٹوں سے بچتے ہو اسی طرح اس عیب شماری سے بھی بچو۔ اور جماعت کے اس نظام کی پوری پوری پابندی کرو جو امام نے مقرر کر دیا ہے۔

واقعات گذشتہ سے عبرت پکڑو

دیکھو باہمی نکتہ چینی اور عیب شماری ہی قوموں کو برباد کرتی ہے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں جب بعض مسلمانوں نے یہی طریق اختیار کیا کہ وہ ایک دوسرے کی عیب شماری کے درپے ہو گئے تو وہی قوم جس سے دشمن کانپتے تھے اس کی قوت برباد ہو گئی جو نظام قائم ہے اس کو برباد ہونے سے بچاؤ اور اسے زیادہ مضبوط بناؤ کیونکہ جس قدر نظام مضبوط ہو گا اسی قدر کامیابی کی منزل قریب تر ہوتی جائے گی۔

تعمیر جماعت ہی رازِ بقا ہے

جانتے ہو کہ تمام بزرگ ہم سے ایک ایک دو دو کر کے رخصت ہو رہے ہیں۔ ان کی تعداد کہیں اس قدر ہو گی جس قدر کہ ہماری اس وقت تعداد ہے۔ شیخ رحمت اللہ، خواجہ کمال الدین مرحوم، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم ہم سے جدا ہو گئے مگر نظام قائم ہے۔ اس پر ہی جماعت قائم ہے۔ اسی طرح ہم چلتے جائیں گے۔ کوئی دس سال اور کوئی پانچ سال نئے پرزے آتے جائیں گے اور اس مشینری کو جاری رکھیں گے اگر تو یہ نظام اس طرح چل رہا ہے تو کچھ بھی نہیں بگڑے گا لیکن اگر نظام صحیح اصول پر نہ ہو تو کوئی بھی اسے نہیں بچا سکتا۔

(پیغام صلح ۲۸ اپریل ۱۹۸۲ء)

اللہ تعالیٰ کا شکر

مولانا مرتضی خان حسن مرحوم

ادا کس زباں سے ہو شکرِ خدا
نہ تھے ہم ہمیں اُس نے پیدا کیا
زمین آسمان اور تارے تمام
اُسی ہی کی قدرت کے ہیں سب یہ کام
ہوا آگ پانی کو پیدا کیا
جو سامان تھا آرام کا سب دیا
ہدایت کا رستہ دکھایا ہمیں
بری رہ سے اس نے بچایا ہمیں
نبی اور رُسول اُس نے بھیجا کئے
ہیں مبعوث اس نے پیغمبر کئے
اگر بھیجتا وہ نہ اپنے نبی
تو ہو جاتے گمراہ بندے سبھی
یہ احسان اس کا ہے کتنا بڑا
دیا ہم کو اُس نے نبی مصطفٰے
ہمیں دی ہے قرآن سی اُس نے کتاب
دکھاتی جو ہے سب کو راہِ ثواب
ہمیں سے یہ لازم کہ جب تک جیئیں
دل و جان سے شکر اس کا کرتے رہیں

مارچ تجدید عہد کا دن

فضل حق

23 مارچ 1940 کو ہمارے عظیم لیڈران نے ایک ایسا عہد کیا جو تاریخ کا حصہ بن گیا۔ یہی عہد ایک قرارداد کی شکل میں ہمارے سامنے آیا اور اسی قرار داد کے تسلسل میں ان کی انتھک محنت سے ہمیں ایک عظیم ملک نصیب ہوا۔ ملک بڑی قربانیوں کے ساتھ حاصل کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ان محسنوں کی قربانیوں سے ہی یہ ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان معرض وجود میں آیا۔ ہمیں اپنوں کی قربانیوں کو کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ جو قومیں اپنے ماضی اور تاریخ کو بھلا دیتی ہیں پھر تاریخ ان کو بھلا دیتی ہے۔

آج 23 مارچ 2016 ہے اس تاریخ کو ہم اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اسی طرح ہمیں آج ایک اور بامقصد عہد کی ضرورت ہے۔ یہ عہد ہم سب پاکستانیوں کو کرنا ہے۔ ہم سب کو ملک کی ترقی کے لئے ملک سے کرپشن، رشوت، بے روزگاری، مہنگائی کا خاتمہ کرنا ہوگا اور تعلیم صحت اور روزگار کے مواقع مہیا کرنا ہوں گے تاکہ ہمارا نوجوان اور ہر پاکستانی اپنے ملک کی ترقی میں ہاتھ بٹا سکے۔ اب سوچنے کا وقت آ گیا ہے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں خوشحالی کا دور دیکھ سکیں اور ہمارا ملک بھی ترقی کی ایک نئی راہ پر چل پڑے۔ ہم سب پاکستانی ہیں۔ یہاں کوئی مہاجر، بلوچی، سندھی، پٹھان اور پنجابی نہیں ہے کیونکہ جب ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا تو ہم سب ایک تھے اور صرف پاکستان کے بارے میں ہی سوچتے تھے۔ اب بھی ہمیں ایک ہونے کا ثبوت دینا ہوگا اور اس ملک کی ترقی کے لئے آج کے دن عہد بھی کرنا ہوگا کہ ہم ایک ہیں اور ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہم سب کو ملک میں پیار و محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینا ہوگا۔ ہم سب کو مل کر اس ملک کو اسلام کا گہوارہ بنانا ہے۔ اس ملک میں بسنے والے زیادہ تر لوگ مسلمان ہیں۔ ہم قائد کے فرمانوں کے پاسبان ہیں اور قائد کے احسان مند ہیں۔ قائد بھی اس ملک کو روشن خیال جمہوری اور اسلامی ملک بنانا چاہتے تھے۔ اور ہمیں آج یہ عہد بھی کرنا ہوگا کہ ہم اپنے ملک کو قائد کے خوابوں کی تعبیر بنائیں گے۔

آج کے دن ہم یہ بھی عہد کریں کہ ہمیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینا ہوگی۔ اپنے نوجوانوں کو تعلیم یافتہ اور ہنرمند بنانا ہوگا۔ ہمیں دوسروں کی ثقافت کی بجائے اپنی ثقافت کو فروغ دینا ہوگا۔ ہمیں اپنے ملک سے جرائم اور جرائم پیشہ افراد کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ ہمیں آپس کے معاشی، معاشرتی اور لسانی تفرقات کو ختم کر کے ایک میز پر اکٹھے ہونا ہوگا۔ اب مزید تجربات کا وقت نہیں اب ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے خلوص دل سے کام کرنا ہوگا۔ یوں تو ہر پاکستانی کا فرض بنتا ہے کہ وہ ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرے لیکن حکمرانوں کو زیادہ ذمہ داری کا ثبوت دینا ہوگا۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ جو بھی حکمران آیا وہ اپنا وقت پورا کر کے ملک سے دولت لوٹ کھسوٹ کر کے راہ چلتا بنا۔ ماضی میں انہی حکمرانوں کی وجہ سے ملک کو کافی نقصان پہنچتا رہا۔ لیکن موجودہ حالات میں ملک مزید اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور یہاں کی تقریباً 75% آبادی اسی پیشے سے منسلک ہے۔ ماضی میں ہم اناج میں خودکفیل تھے لیکن اب حکومتوں کی عدم توجہی کی وجہ سے صورت حال یکسر بدل چکی ہے۔ لوگ زراعت کا پیشہ چھوڑ کر دوسری ملازمتیں کر رہے ہیں۔ ہمیں ایک بار پھر زراعت کی ترقی کے لئے کام کرنا ہوگا۔ ہمیں کسانوں کو بوقت بوائی کے لئے اچھی قسم کا بیج مہیا کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ ان کو آسان قرضے مہیا کرنا ہوں گے اور جدید ٹیکنالوجی سے متعارف کروانا ہوگا۔ ان کو کھاد اور پانی کے علاوہ ٹیوب ویل کی فراہمی کو یقینی بنانا

ہوگا۔تب ہی ہمارا کسان خوشحال ہوگا۔اسی طرح تعلیم کو عام کرنا ہوگا اور سب کے لئے یکساں تعلیمی نظام لانا ہوگا یہ نہیں کہ امیر طبقہ کے لئے الگ نظام تعلیم اور غریبوں کے لئے الگ تعلیم کا نظام ہو۔اب ہمیں ملک میں ایک ہی تعلیم کا نظام لانا ہوگا تاکہ ہر کوئی اس سے مستفید ہو سکے۔ایسے غریب والدین جن کے بچے سکول نہیں جاتے ان کو تعلیم ان کے دروازے پر پہنچانے کا بندوبست کرنا ہوگا تاکہ ملک سے جہالت کا خاتمہ ممکن ہو۔

لوگوں کے ابھی تک بنیادی مسائل حل نہیں ہو سکے ابھی تک لوگ پانی، بجلی اور گیس کے مسائل سے دوچار ہیں۔ان کے یہ بنیادی مسائل اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا حکمرانوں کا فرض منصبی ہے۔جب تک عوام تعلیم یافتہ اور باشعور نہیں ہو جاتے تب تک وہ یونہی ان مسائل میں گھرے رہیں گے۔ان بنیادی مسائل کے علاوہ ملک میں لوگوں کو انصاف بھی نہیں ملتا یہ سب کرپشن اور رشوت ستانی کی وجہ سے ہے۔جس کے پاس پیسا ہے عدالتیں بھی اسی کی ہیں۔ ہم ایک مسلمان قوم ہیں ہمیں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام ہم تک پہنچایا کیا ہم آج اس پر پورے اتر رہے ہیں۔یقیناً نہیں؟ آج کے دن ہم سب پاکستانیوں کو ایک نیا عہد کرنا ہوگا کہ ہم سب مل کر اس ملک کی تقدیر بدل دیں گے انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب ہمارا ملک بھی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہوگا۔یہاں بھی لوگوں کو وہ تمام سہولیات میسر ہوں گی جو ایک ترقی یافتہ ملک کے باشندوں کو حاصل ہیں۔انشاءاللہ

اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں
ساجھی اپنی خوشیاں اور غم ایک ہیں، ہم ایک ہیں

☆☆☆☆

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ (مجدد صد چہاردہم)

جب ایک چیز کی کثرت ہو جاوے تو پھر اس کی قدر نہیں رہتی ۔ پانی اور اناج جیسی کوئی چیز نہیں اور یہ سب چیزیں آگ، ہوا، مٹی، پانی ہمارے لئے نہایت ہی ضروری ہیں مگر کثرت کی وجہ سے انسان ان کی قدر نہیں کرتا۔لیکن اگر ایک جنگل میں ہوا اور کروڑ ہا روپیہ بھی پاس ہو مگر پانی نہ ہو تو اس وقت کروڑ ہا روپے بھی ایک گھونٹ کے بدلے دینے کو تیار ہوتا ہے اور آخری بڑی حسرت سے مرتا ہے۔دنیا کی دولت چیز ہی کیا ہے؟ جس کے لئے انسان مارا مارا پھرتا ہے۔ ذرا سی بیماری آجاوے پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے مگر سکھ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں آتا۔ جب یہ حال ہے تو انسان کی یہ کس قدر غفلت ہے کہ اس حقیقی کارساز کی طرف توجہ نہ کرے جس کا بنایا ہوا یہ سب کارخانہ ہے اور اس کا ذرہ ذرہ جس کے تصرف اور اختیار میں ہے۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۴۶)

جب لوگ حد سے زیادہ دنیا میں دل لگاتے ہیں۔خدا تعالیٰ سے بے پروائی اختیار کرتے ہیں تو انہیں متنبہ کرنے کے لئے عذاب نازل ہوتا ہے۔دیکھو طاعون کیسی تباہی ڈال رہی ہے۔ایک کو دفن کر کے آتے ہیں تو دوسرا جنازہ تیار ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۴۳)

نصیر احمد فاروقی مرحوم و مغفور

حضرت مسیح موعودؒ کی الہامی دعائیں

ہماری حاجت براری کے لئے بہترین دعائیں تو وہ ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ ان کی سرتاج دُعا سورۃ فاتحہ ہے جس میں نہ صرف تمام قرآن مجید کا عطر کھینچ کر رکھا ہے بلکہ سچ پوچھو تو سب کچھ اسی میں موجود ہے۔ کوئی زندگی کا لمحہ نہیں جس پر یہ دُعا چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ اس سِر کو جاننے والا ہر شخص سمجھتا ہے کہ زندگی کا ہر لمحہ یوم الدین ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ کی آخری دعائیں بہت جامع ہیں۔ دراصل قرآن حکیم کی ہر دُعا انسان کی روحانی اخلاقی اور دنیاوی ضروریات کے حسب حال ہے۔ ان میں سے کچھ دعائیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے انسان کو سکھلائی ہیں۔ اور کچھ دعائیں عظیم الشان انبیاء کی وہ دعائیں ہیں جو مقبول ہوئیں۔ اس لئے بدقسمت ہے وہ انسان جس نے قرآن حکیم کی تمام دعاؤں کو یاد کر کے اپنے سینہ میں محفوظ نہیں کرلیا تا کہ وقت پڑنے پر مناسب دعا اس کی زبان پر بے اختیار جاری ہو جائے۔ دل کی تڑپ دعا کی قبولیت میں مدد دیتی ہے۔ مگر تڑپ اُٹھنے پر جو شخص قرآن کریم کے صفحہ اُلٹنا پلٹنا شروع کرے گا تا مناسب حال دعا کو تلاش کرے یا کسی دعاؤں کی کتاب کی ورق گردانی شروع کرے گا وہ اضطراب کی بے قرار دعا سے محروم ہو جائے گا۔

قرآن کریم کی دعاؤں کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بھی ہیرا ہوتی ہیں۔ صبح سو کر اُٹھنے سے لے کر رات کو سونے کے وقت تک ہر موقع اور ہر کام کے علاوہ انسان کی روحانی، اخلاقی اور دنیاوی فلاح کے لئے وہ بے نظیر دعائیں ہیں۔ ان سے محرومی بدقسمتی ہے۔ ان میں سے چیدہ دعائیں اکٹھی کر کے ہمارے دارالکتب اسلامیہ علمہ میں چھپی ہوئی موجود ہیں۔ چونکہ منتخب ہیں اس لئے زیادہ نہیں ہیں۔ انہیں بھی یاد کر لینا چاہیے۔ اگر مرنے سے پہلے اسوۂ حسنہ پر چلنا ہے۔ ہر آن کوئی کتاب کو لے کر موقع بموقع دعائیں کھول کر پڑھ نہیں سکتا۔ جو یہ ذرّہ سی تکلیف نہ اُٹھا سکتا ہو تو وہ اس کی محرومی اور بدقسمتی ہے

اب میں حضرت مسیح موعودؒ کی چند دعاؤں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو آپ کو رؤیا، کشف یا الہام میں ملیں۔ ان میں سے بعض تو قرآن کریم کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہیں۔ اس لئے میں اُنہیں یہاں نہیں دوہراؤں گا سوائے چند ایک کے جو عرفِ عام میں نہیں یا کسی اور وجہ سے شامل کرنی مناسب معلوم دیں۔

حضرت اقدسؒ اپنی جوانی کے ایک رؤیاء کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کو دیکھا اور تین فرشتوں کو جو آسمان سے ظاہر ہوئے تھے۔ وہ تینوں بمع مولوی عبداللہ صاحب غزنوی زمین پر بیٹھ گئے جبکہ حضرت اقدسؒ پاس ہی چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔

’’تب میں نے اُن سب سے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم سب آمین کہو تب میں نے یہ دُعا کی:

ترجمہ: ’’اے میرے رب مجھ سے ناپاکی کو دُور رکھ۔ اور مجھے بالکل پاک کر دے۔‘‘

’’اس دعا پر تینوں فرشتوں اور مولوی عبداللہ صاحب نے آمین کہی۔ اس کے بعد وہ فرشتے اور مولوی عبداللہ صاحب آسمان کی طرف اُڑ گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔‘‘

’’آنکھ کھلتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ مولوی عبداللہ کی وفات قریب ہے (اور ایسا ہی ہوا۔ ناقل) اور میرے لئے آسمان پر ایک خاص فضل کا ارادہ ہے۔

اور پھر میں ہر وقت محسوس کرتا رہا کہ ایک آسمانی کشش میرے اندر کام کررہی ہے۔ یہاں تک کہ وحی الٰہی کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ وہی ایک رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے بتمام وکمال میری اصلاح کردی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہوگئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادہ سے نہیں ہوسکتی۔

(ماخوذ از نزول المسیح)

حضرت اقدسؑ ایک جگہ بعد کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''پہلے اس سے چند مرتبہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے اس عاجز کی زبان پر یہ دُعا جاری کی تھی: یعنی ''اے میرے رب مجھے ایسا مبارک کر کہ جس جگہ میں بود و باش کروں برکت میرے ساتھ رہے۔''

پھر خدا تعالیٰ نے اپنے لطف و احسان سے وہی دنیا جو کہ آپ ہی (القا) فرمائی تھی قبول فرمائی۔ اور یہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ اوّل آپ ہی الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پھر یہ کہنا کہ تیرا سوال قبول کیا گیا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

حضرت اقدسؑ نے چند الہامی دعاؤں کا اکٹھا ذکر فرمایا ہے اور آج ہم سمجھ سکتے ہیں کہ آپ نے انہیں کیوں اکٹھا کیا۔ یا وہ کیوں اکٹھی نازل ہوئیں:

ترجمہ: ''اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم فرما۔ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر وارث ہے۔ اے میرے رب اُمت محمدیہ کی اصلاح فرما۔ اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور تو تمام فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔'' (تحفہ بغداد)

رب نجنی کرمہائے تو مارا کرد گستاخ''

ترجمہ: ''اے میرے رب مجھ کو میرے غم سے نجات دے۔ اے میرے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔

ان الہاموں میں سے پہلی تو دُعا ہے۔ دوسری فریاد ہے اور تیسرا اعترافِ ذنب ہے۔ ان کا اکٹھا ذکر کر کے حضرت اقدسؑ لکھتے ہیں:

''اور یہ سب اسرار ہیں کہ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپاں ہیں جن کا علم حضرت عالم الغیب کو ہے''

ایلی ایلی لما سبقدنی وہ الفاظ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت کہے تھے جب ان کو سولی پر مصلوب کر کے انہیں نعوذ باللہ لعنتی یعنی رائندہ درگاہِ خداوندی ظاہر کرنا مقصود تھا۔ گویا بظاہر اس وقت ایسا نظر آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا فرمانا کہ یہ الہامات جو انہیں ہوئے اسرار ہیں جو اپنے اپنے اوقات پر جا کر چسپاں ہوں گے اور لکھتے وقت ان کا علم صرف حضرت عالم الغیب ہی کو ہے بتاتا ہے کہ یہ بعد کے آنے والے واقعات ہیں جن کا غم تو حضرت صاحب کو اتنا ہوگا کہ وہ اس سانحہ سے نجات کے لئے جناب باری میں بدعا ہوں گے مگر جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب پر چڑھنے سے پہلے کی گریہ وزاری و نجات کی دعا انہیں مصلوب ہونے سے بچا نہ سکی۔ حضرت اقدس کی دعا بھی اس سانحہ کو ٹال نہ سکی۔ اس وقت بظاہر تو ایسا نظر آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے مگر جو ایسا سمجھے گا یا کہے گا وہ ایک گستاخی کا مرتکب ہوگا جس کے لئے اگر کوئی معذرت ہوسکتی ہوگی تو وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بخششوں نے ایسے لوگوں کو گستاخ ہونے کی اجازت دی۔ ورنہ وہ قدوس ذات اپنے فرستادہ کا ساتھ کب چھوڑ سکتا ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم)

پھر حضرت اقدسؑ نے اپنے ان الہامات کو اکٹھا لکھا ہے:

ترجمہ: ''مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ کہہ دے کہ اللہ اس کا حافظ ہے۔ اور تیری محافظ تو اللہ کی عنایات ہیں۔ ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اللہ بہترین حفاظت کرنے والا ہے۔ اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ اور تجھ کو اس کے علاوہ اور چیزوں سے ڈرائیں گے۔ یہی پیشوایانِ کفر ہیں۔ خوف مت کر تو ہی غالب ہوگا۔ اللہ کئی میدانوں میں تیری مدد کرے گا۔ میرا دن (یعنی میں وہ دن لاؤں گا جو) حق اور باطل میں فرق کرنے والا ہوگا۔ اللہ لکھ چکا ہے کہ

ضرور بالضرور میں اور میرے رسول ہی بالآخر غالب ہوکر رہیں گے۔کوئی نہیں کہ جو اللہ کی باتوں کو ٹال دے۔لوگوں کے لئے روشن دلائل ہوں گے۔میں اپنی طرف سے تجھے مدد دوں گا۔میں خود تیرا غم دور کروں گا۔اور تیرا رب قدرت رکھنے والا ہے۔تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔تیرے لئے میں نے رات اور دن پیدا کئے ہیں۔(یعنی مصیبت کے وقت اور کامیابی کے وقت رات دن کی طرح آگے پیچھے مقدر ہیں) تو جو چاہیے کر میں نے تجھے اپنی پناہ میں لیا ہوا ہے (کو مصائب اور آزمائشوں سے ہی گزر کر انسان مغفرت الٰہی کے نیچے آکر گناہ اور معاصی سے نجات پاتا ہے) تو میرے نزدیک وہ منزلت رکھتا ہے جس کی لوگوں کو خبر نہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم)

جن حالات کا مندرجہ بالا پیشگوئیوں میں نقشہ کھینچا ہوا ہے ان میں وہ دعا جو اوپر مذکور ہے۔

ایک رویاء کے بعد پڑھنے کے لئے یہ دُعا سکھلائی گئی:

ترجمہ:"اے اللہ اس رویاء میں میرے لئے برکت ڈال۔

برکت وہ خیر ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہو۔یا خیر کی کثرت کو بھی برکت کہتے ہیں۔

ایک دفعہ گھر میں بیماری کا خطرہ لاحق ہوا تو یہ دعا الہاماً سکھلائی گئی:

ترجمہ:"اے میرے رب میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور سخت بیماری سے نجات دی۔

(الحکم مورخہ 22 جون 1899ء)

حضرت اقدسؑ نے ایک دن رؤیاء میں دیکھا کہ آگ اور دھواں ہے اور چنگاریاں اُڑ اُڑ کر آپ کی طرف آتی ہیں۔اس حال میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے: ترجمہ:"اے حی و قیوم میں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں یقیناً میرا رب آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے۔

چنانچہ یہ دعا پڑھتے ہوئے آپ نے رؤیا میں ہی دیکھا کہ اگرچہ آگ چنگاریاں آپ کی طرف اُڑ اُڑ کر آ رہی تھیں مگر ضرر نہیں دیتی تھیں۔

(الحکم مورخہ 23 جون 1899ء)

حضرت اقدسؑ نے ایک روز اپنی اور جماعت کے قیمتی وجود کی زیادتی عمر کے لئے دعا کی اور الہام یہ ہوا دعا آپ کی زبان پر جاری ہوئی۔

ترجمہ:"اے میرے رب میری عمر میں اور میرے ساتھی کی عمر میں خارق عادت زیادتی فرما۔" (الحکم مورخہ 17 اپریل 1901ء)

ایک رات حضرت اقدسؑ نے رؤیاء میں دیکھا کہ تین بھینسے آپ پر حملہ آور ہوئے۔آپ نے بہت خطرہ محسوس کیا۔آپ نے لکھا ہے:

"اس وقت خواب میں میرے دل پر یہ دعا القا کی گئی:

ترجمہ:"اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خدمت گزار ہے۔پس اے میرے رب میری حفاظت فرما اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔"

(البدر مورخہ 12 دسمبر 1902ء)

حضرت اقدسؑ نے رؤیاء میں دیکھا کہ کسی شخص نے آپ کو کچھ روپیہ دیا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

"اور میں نے لے لیا اور اس کو سفید رومال میں باندھنے لگا ہوں اور باندھتے وقت یہ دعا پڑھی رب اجعل برکة فیه اور یہ کلمہ بطور الہام تھا۔"

27 جنوری 1905ء کو حضرت اقدسؑ کے دائیں رخسار پر ایک پھوڑا سا نمودار ہوا جس سے بہت تکلیف ہوئی۔آپ نے دعا فرمائی تو ذیل کے فقرات الہام ہوئے۔اُن کا دم کرنے سے فوراً صحت ہوگئی:

ترجمہ:"میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں جو کافی ہے۔میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں جو غفور الرحیم ہے۔میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں جو احسان کرنے والا اور کریم ہے۔اے حفاظت کرنے والے۔اے غالب۔اے رفیق۔اے ولی (میرے کارساز) مجھے شفا دے۔"

(البدر مورخہ یکم فروری 1908ء)

حضرت اقدسؑ کو الہاماً یہ دعا بتلائی گئی:

ترجمہ:"اے میرے رب مجھے وہ علم دے جو میرے نزدیک بہتر ہے۔

10 فروری 1906ء کو حضرت بیوی صاحبہ کی طبیعت ناساز تھی تو یہ دعا الہاماً

حضرت اقدسؑ کو سکھلائی گئی:

ترجمہ: ''اے میرے رب میری اس بیوی کو شفا بخش اور اسے آسمانی برکتیں اور زمینی برکتیں عطا فرما''

ایک رات جبکہ حضرت اقدس بیمار تھے تو الہاماً یہ دعا آپ کی زبان پر جاری ہوئی: ترجمہ: ''مجھے اپنی جناب سے شفا بخش اور مجھ پر رحم کر''

دوروز کے بعد یہ دعا الہام ہوئی:

ترجمہ: ''اے میرے رب میری اور اس کی (بیوی صاحبہ) کی عمر کو ضائع نہ کریو اور مجھے اُن تمام آفات سے محفوظ فرمائیو جو میری طرف بھیجی جائیں۔''

(الحکم مورخہ 24 و13 اپریل 1906ء)

ترجمہ: ''اے میرے رب مجھے اپنے وہ انوار دکھا جو محیط کل ہوں''۔

(الحکم مورخہ 10 جون 1906ء)

ترجمہ: ''اے خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھلا۔ تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے۔ اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب میری حفاظت فرما اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔''

(ماخوذ از حقیقت الوحی)

ترجمہ: ''اے میرے رب میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔'' (الحکم مورخہ 10 دسمبر 1906ء)

اُردو میں یہ دعا الہام ہوئی: ''اے ازلی ابدلی خدا! مجھے زندگی کا شربت پلا'' (بدر مورخہ 4 اپریل 1907ء)

ترجمہ: ''اے میرے رب مجھے اشیاء کی اصل حقیقتیں دکھلا۔''

(الحکم مورخہ 17 ستمبر 1907ء)

ترجمہ: ''اے میرے رب مجھے میرے غیر پر غالب کر۔''

(بدر مورخہ 15 اگست 1907ء)

ترجمہ: ''اے میرے رب مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔'' (بدر مورخہ 3 اکتوبر 1907ء)

لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے

اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم وغم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ ایک خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادتمند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو۔۔۔۔۔۔اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ جب کہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر تم اس چندروزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تمہیں خدا اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے۔۔۔۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ صفحہ ۶۱)

مارچ پانی کا عالمی دن اور ہم

قاری ارشد محمود

انسان صدیوں سے اس کرّہ ارض پر زندگی بسر کر رہا ہے۔ لامحالہ آلودہ ماحول اسکی زندگی کو براہِ راست متاثر کر رہا ہے۔ ہمیں اکیسویں صدی کے دور میں داخل ہوئے ایک دہائی سے زائد عرصہ گزر چکا۔ ہر شخص جائز یا ناجائز ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے سرمایہ دارانہ نظام کی بدولت اپنی زندگی کو پر تعش اور اعلیٰ بنانے کیلئے ہمہ تن مصروف ہے۔ انسانی تاریخ کا ترقی کی منازل اور مختلف ادوار کو طے کر کے پوری دنیا کو ایک کلک پر دیکھنا یقیناً خوش آئند ہے اس سے انسانیت نہ صرف کامیابی و کامرانی کے وہ زینے طے کر رہی ہے کہ چاروں جہات میں اقوام نے نہ صرف خوشیاں اور آسائشیں سمیٹیں بلکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ہونے والی بے پناہ ترقی، مختلف النوع ایجادات، گوناگوں تحقیقات اور انتہائی مفید طبی، کیمیائی اور حیاتیاتی دریافتوں سے انسان نے اپنی طرز زندگی کو ماضی کے مقابلے میں بہت بہتر اور آسان بنادیا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس تبدیلی کے نتیجے میں نہ صرف ماحولیاتی آلودگی (آبی آلودگی، زمینی آلودگی، ہوائی آلودگی، شور کی آلودگی) بلکہ گھناونی حوس اور شیطانی ہتھکنڈوں کا شکار ہوا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی صاف پانی کی جائزہ رپورٹ میں اس بات پر گہری تفتیش کا اظہار کیا گیا ہے کہ پاکستان میں آلودہ پانی مختلف قسم کی خطرناک بیماریوں کو جنم دے رہا ہے۔ حالیہ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں ہر سال پانچ سال سے کم عمر کے 2,50,000 بچے آلودہ پانی کی وجہ سے موت کی نیند سو جاتے ہیں۔ پانی خدا تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جس کے بغیر زندگی کا تصور ناممکن ہے۔ کرّہِ ارض کے سینے میں پھیلے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کا ہر باسی، ہر ذی روح، رنگ بکھیرتی زندگی، زراعت، صنعت اور معیشت کے تمام شعبہ جات کا پہیہ اسی ایندھن یعنی پانی سے چلتا ہے۔ لیکن افسوس آج بھی ہمارا پاکستانی سر پر مٹکا یا گھاگرا اٹھا کر پانی اور صاف پانی کی تلاش میں میلوں پیدل چلتا ہے اور پانی کو حاصل کرتا ہے۔ سائنس اور تحقیق کے اس دور میں بھی ہم صاف پانی کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ پاکستان زرعی، معدنی اور دیگر شاندار وسائل کے ساتھ بہترین آبی وسائل سے مالا مال ہے۔ اگر ان وسائل کو بروئے کار لایا جائے تو پاکستان ایک خوشحال اور ترقی یافتہ ملک بن سکتا ہے۔ مگر حکمرانوں کی لوٹ کھسوٹ اور خود غرضی وطنِ عزیز کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر رہی ہے اور حالات دن بدن خرابی کی طرف جا رہے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں پینے کے پانی کا مسئلہ بحران کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ کم و بیش 450 پارلیمنٹ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے اسمبلی اور سینیٹ کے فورم میں پانی یا صاف پانی کے حصول کیلئے آواز اٹھائی ہو۔

ملک کی آبادی لگ بھگ بیس کروڑ ہو چکی ہے۔ اور حال یہ ہے کہ بیشتر شہریوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ کراچی جیسا بڑا شہر جسکی آبادی 2 کروڑ تک پہنچ چکی ہے جو ہماری صنعت کا پہیہ اور اقتصادی دروازہ کہلاتا ہے اس شہر کے لوگ "سمند کے کنارے بھی پیاسے" ہیں۔ اسکی وجہ صرف اور صرف اربابِ اختیار کی نااہلی اور پانی کی غیر منصفانہ بندر بانٹ ہے۔ یہاں زیادہ تر لوگ پانی خریدنے پر مجبور ہیں جس سے لوگوں کی مالی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے اور نتیجتاً بدامنی جیسے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز (پی سی آر ڈبلیو) نے ایک دردناک حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے۔ رپورٹ کے مطابق وطنِ عزیز کی پچاسی فیصد آبادی صاف پانی کی بنیادی نعمت سے محروم ہے۔ دیہاتوں اور قصبوں حتیٰ کے شہروں میں بسنے والے لوگ اپنی زندگی کی بقا کیلئے گندے کنوؤں، تالابوں اور جوہڑوں کا مضر

صحت پانی استعمال کرتے ہیں اس وجہ سے لاکھوں افراد اسہال، ہیضہ اور یرقان، ٹی بی، کینسر جیسی متعدد موذی امراض میں مبتلا ہو کر موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ صوبہ سندھ کے پندرہ لاکھ سے زائد آبادی والے صحرائی علاقے تھر پارکر میں زندگی کا انحصار مون سون میں ہونے والی بارشوں پر ہے۔ یہاں قلتِ آب کے مسئلے کو کبھی سنجیدگی سے حل کرنے پر غور نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے گزشتہ قحط سالی اور خشک سالی سے تھر پارکر میں سینکڑوں انسانی جانیں اور مویشی ضائع ہو رہے ہیں۔ زندگیوں کو بچانے کیلئے میٹھے پانی (بارش کا پانی وغیرہ) کو بچانا ہوگا۔ ہمیں آج ہی سے گھریلو، صنعتی اور زرعی استعمال میں سائنسی طریقہ کار اپنانا ہوگا۔ پانی کے دستیاب وسائل اور بارش کا پانی جو کرۂ ارض پر میٹھے پانی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے کو ضائع ہونے سے بچانا ہوگا۔ پانی سے متعلق قوانین کو جدید دور کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔ بے ہنگم طور پر زیرِ زمین پانی کی نکاسی پر پابندی عائد کرنا ہو گی۔ میٹھے پانی کے غیر ضروری استعمال سے متعلق قانون سازی کرنا ہوگی۔ صنعتی تعمیراتی، گاڑیوں اور مختلف پانی کے بیجا اصراف پر بھی پابندی عائد کرنا ہوگی۔ صنعتی، زرعی، فیکٹریوں، گندے نالوں اور گھروں کے گندے اور فضلہ زدہ پانی کو میٹھے پانی میں شامل ہونے سے بچانا ہوگا۔ پانی کے لائنوں اور گٹر کی لائنوں کو ایک ساتھ بہنے سے بچانا ہوگا۔ سرکاری طور پر پانی کی منصفانہ تقسیم، راشننگ اور قیمت کا تعین اس کا واحد حل ہے۔

☆☆☆☆

میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں

غیر المغضوب علیھم کا فقرہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی اس حالت کا پتہ دیتا ہے جو وہ مسیح موعود کے مقابل مخالفت اختیار کرے گا اور ایسا ہی الضالین سے مسیح موعود کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے کہ اُس وقت صلیبی فتنہ کا زور اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ جائے گا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے جو سلسلہ قائم کیا جائے گا۔ وہ مسیح موعود ہی کا سلسلہ ہوگا۔ اور اسی لئے احادیث میں مسیح موعود کا نام خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کاسر الصلیب رکھا ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ ہر ایک مجدد فتن موجودہ کی اصلاح کے لئے آتا ہے۔ اب اس وقت خدا کے لئے سوچو تو کیا معلوم نہ ہوگا کہ صلیبی نجات کی تائید میں قلم اور زبان سے وہ کام لیا گیا ہے کہ اگر صفحات عالم کو ٹٹولا جائے تو باطل پرستی کی تائید میں یہ سرگرمی اور زمانہ میں ثابت نہ ہوگی اور جبکہ صلیبی فتنہ کے حامیوں کی تحریریں اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ چکی ہیں اور توحید حقیقی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت، عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زور کی راہ سے حملے کئے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہیے کہ اس کاسر الصلیب کو نازل کرے؟؟ کیا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون کو بھول گیا؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں اس نے اپنے وعدہ کے موافق

دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اسے قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو تو قبول کرو چاہو تو رد کرو۔

مگر تمہارے رد کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ (انتخاب از پیغامِ صلح 1957ء)

انگریزی سے ترجمہ: ہما خالد۔ لاہور

خبر نامہ برلن مسجد

عامر عزیز الازہری

جنرل سیکرٹری لاہور احمدیہ سینٹر، برلن

یکم جنوری 2016

ایک مقامی جرمن مسٹر ٹرسٹن نومبر 2015ء میں برلن مسجد تشریف لائے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ مدثر عزیز صاحب نے انھیں اسلام کی تعلیمات کا مزید مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا اور ساتھ ہی قرآن مجید اور دی ریلیجن آف اسلام کی ایک ایک کاپی پیش کی۔ مسٹر ٹرسٹن نے دو ماہ کے مطالعہ کے بعد یکم جنوری 2016 کو مدثر عزیز صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بعد ازاں مدثر عزیز صاحب نے اس نومسلم جرمن کا نکاح پڑھایا جس میں ہمارے محترم بھائی اختر علی خان صاحب نے جو کہ ٹیکسلا پاکستان سے تشریف لائے تھے، بطور گواہ شرکت کی۔

12 جنوری 2016

شارلٹن برگ ضلع کے ناظم نے سالانہ بین المذاہب میٹنگ منعقد کرائی، جس میں ہمیں بھی مدعو کیا گیا تھا۔ میٹنگ کا موضوع ''بین المذاہب مباحثہ اور مکالمہ'' تھا۔ جلسے کے اختتام پر مدثر عزیز صاحب نے ڈاکٹر زاہد عزیز صاحب کی کتاب ''اسلام، پیس اینڈ ٹالرنس'' حاضرین میں تقسیم کی۔

13 جنوری 2016

بوڑھے لوگوں کے ہسپتال سے 12 عدد خواتین کے ایک وفد نے مسجد کا دورہ کیا۔ انھوں نے اسلام کے متعلق سوالات کیے اور پیرس، فرانس اور کولون (جرمنی) میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کے بارے میں بھی استفسار کیا۔ خواتین کے اس وفد نے جماعت احمدیہ لاہور کے موقف کو سراہا۔

21 جنوری 2016

برلن برانڈنبرگ اکادمی نے اپنے سالانہ جلسہ میں مدثر عزیز صاحب کو مدعو کیا۔ تنظیم سے مضبوط رشتہ استوار کرنے کے لئے یہ دورہ انتہائی سودمند ثابت ہوا۔ ہم نے انہیں بتایا کہ ہماری مسجد تمام مذہبی اداروں بالخصوص برلن کے مذہبی اداروں کے ساتھ قریبی تعلق استوار کرنے کی خواہاں رہی ہے۔

22 جنوری 2016

فیشن اور میڈیا اسکول، برلن کے طالبات نے برلن مسجد کا دورہ کیا۔ طالبات اپنے سکول کے لئے ایک دستاویزی فلم پر کام کر رہی تھیں، جس کا عنوان تھا ریفیو جی یا ریپ فیو جی (یعنی مہاجرین یا عورتوں کی عصمت دری کرنے والے)۔ نئے سال کی رات کو ایک پناہ گزین نے کولون میں چند لڑکیوں پر حملہ کیا جس کی وجہ سے جرمن عوام میں شدید ردعمل پیدا ہوا۔ مدثر عزیز صاحب نے اس واقعہ کی مذمت کی اور تفصیلاً بتایا کہ اس قسم کا ناشائستہ رویہ نہ صرف قطعاً غیر اسلامی ہے بلکہ کسی بھی مذہب یا مہذب سوسائٹی کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ مدثر عزیز صاحب نے طالبات کو قرآن شریف کی وہ آیت مبارکہ پڑھ کر سنائی جو تمام اسلامی ممالک میں ہر جمعہ کو خطبے کے اختتام پر پڑھی جاتی ہے اور جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور

احسان اور قریبیوں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور زیادتی سے روکتا ہے ۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم یاد رکھو۔'' (سورۃ النحل ۱۶: ۹۰)

طالبات نے ہمارے موقف کو سراہا۔

27 جنوری 2016

ایل کے جی ایبن ایزر برلن سکول سے 40 طلباء کے وفد نے اپنے اساتذہ کے ہمراہ برلن مسجد کا دورہ کیا۔ مدثر عزیز صاحب نے ان کے سامنے مختصراً اسلام کا تعارف اور برلن مسجد کی تاریخ پیش کی ۔ بعد ازاں وفد نے اسلام کے متعلق اور خصوصاً اسلام میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں سوالات کئے ۔ شرکاء کو برلن مسجد کی تاریخ کے متعلق ایک کتابچہ بھی پیش کیا گیا۔

ہیونلی کلچر ورلڈ پیس، ریسٹوریشن آف لائٹ (HWPL)، برلن نے مدثر عزیز صاحب کو ایک مکالمہ میں شرکت کی دعوت دی۔ جس کا عنوان تھا۔ ''آسمانی کتابیں امن کی تعلیم دیتی ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ ان کتابوں کو ماننے والے امن سے نہیں رہتے۔'' مدثر عزیز صاحب نے امام مسجد کی طرف سے اس بارے میں تحریر پڑھ کر سنائی الحمدللہ، شرکاء نے اسلامی نکتہ نگاہ کو پسند کیا۔

28 جنوری 2016

ایونجلش جمنیزیم سے قریباً 50 طلبہ و طالبات کے ایک وفد نے اپنے اساتذہ کے ہمراہ برلن مسجد کا دورہ کیا۔ مدثر عزیز صاحب نے انہیں تفصیل سے اسلام کا تعارف اور برلن مسجد کی تاریخ سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں دلچسپ سوال و جواب ہوئے۔

☆☆☆☆

جہاد بالقرآن کے لئے

جماعت احمدیہ کا قیام

غیر مسلموں نے جب سے قرآن کو پڑھنا شروع کیا، اس کی عظمت کے سامنے سر جھکاتے جا رہے ہیں۔ یہ اسی جہاد بالقرآن کا نتیجہ ہے جس کا بیج اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے بویا۔ حضرت مسیح موعود نے جہاد بالقرآن کے فراموش شدہ خیال کو پھیلانے کے لئے خود بھی انتہائی کوشش کی ۔ اور اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک جماعت قائم کی اور بیعت لی۔ آپ کو یہ ایک عجیب بات نظر آئے گی کہ آپ اس قسم کی بیعت کے قائل نہ تھے جو عام طور پر پیر مرید میں ہوتی ہے اور نہ شروع میں بیعت لیا کرتے تھے بلکہ لوگوں کی درخواست بیعت پر انکار کر دیا کرتے تھے ۔ لیکن جب آپ کو جہاد بالقرآن کا مرحلہ پیش آیا تو اس کے لئے آپ نے ایک جماعت کھڑی کی اور اس کی بیعت لی ۔ جانتے ہو یہ جماعت آپ کی جماعت ہے'' (خطبات مولانا محمد علیؒ صفحہ ۱۱۱)

☆☆☆☆☆

23مارچ یومِ احتساب

محی الدین

23مارچ کا دن، برصغیر پاک و ہند مسلم لیگ اور پاکستان کی تاریخ کا ایک سنہری دن ہے۔اس روز برصغیر کے کونے کونے سے ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے اپنے قائد محمد علی جناح کی قیادت میں مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس کے موقع پر مسلمانوں کی آزادی اور ایک الگ وطن کے قیام کے لیے قرارداد منظور کی جسے قراردادِ لاہور یا قراردادِ پاکستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو نہ صرف مسلم لیگ کے آئین کا حصہ بنی بلکہ اسی کی بنیاد پر سات سال بعد 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔مگر افسوس کہ پاکستان میں قومی تہوار تاریخی پس منظر کو ذہن میں رکھ کر منانے کی بجائے کھیل کود کر گزار دیے جاتے ہیں اور تاریخی ورثہ نسلِ نو کو منتقل کرنے کے لئے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا۔دنیا کے خطے میں پاکستان وہ واحد مُلک ہے جو ایک نظریئے کی بنیاد پر قائم ہوا۔مسلمانوں کی سربلندی اور امن و سکینت کے حصول کے لیے معرضِ وجود میں آنے والے پاکستان کے لیے قربانیوں کی ایک لازوال داستان رقم کی گئی۔ پاکستان کو حاصل کرنے کے لیے ان گنت قربانیاں دی گئیں۔چشم فلک نے نہ جانے کتنے ہی لاشے خاک و خون میں تڑپتے دیکھے۔بیشمار لوگوں کو اپنی جائیدادیں چھوڑنی پڑیں۔ دوکانوں، مکانات اور محلات سے محروم ہونا پڑا۔کتنی ماؤں کی ہری بھری گود آناً فاناً اجڑ گئی۔کسی کو داغِ یتیمی ملا تو کسی سے اس کے بڑھاپے کا سہارا چھین لیا گیا۔کوئی اپنی جیون ساتھی سے محروم ہوگیا۔کسی بہن کو اپنے کڑیل جوان بھائی کی قربانی دینی پڑی تو کسی بھائی کو اپنے سامنے بہن کا مقدس آنچل اترنے کے اذیت ناک غم سے دوچار ہونا پڑا۔ایک منزل تھی جس کو پانے کے لیے آگ کے دریا کو عبور کرنا پڑا۔وہ کون سا غم، وہ کون سا دکھ، وہ کون سی تکلیف ،وہ کون سی اذیت تھی جس کا سامنا نہ کرنا پڑا پھر جا کر کہیں یہ منزل ملی جس کے بارے میں قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا: ''کہ لفظ قوم کی ہر تعریف کی روح سے مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور اس لحاظ سے ان کا اپنا علیحدہ وطن، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ہونی چاہیے۔ جہاں وہ اپنی روحانی ،ثقافتی ،معاشی ، معاشرتی اور سیاسی زندگی کو اس طریق پر زیادہ سے زیادہ ترقی دیں جو ہمارے نزدیک بہترین ہو اور ہمارے نصب العین سے ہم آہنگ ہو''۔مگر سوال یہ ہے کہ جس نظریئے کی خاطر پاکستان بنایا گیا،جس نصب العین کو سامنے رکھ کر پاکستان حاصل کیا گیا، جس دستورِ حیات پر عمل کرنے کے لیے پاکستان کا قیام عمل میں آیا، کیا آج کا پاکستان وہی پاکستان ہے جس کا خواب ہمارے آباواجداد نے دیکھا تھا؟ کیا پاکستان میں قانون کی حکمرانی قائم ہے؟ کیا پاکستان قائد کے فرمان کے مطابق ایک فلاحی مملکت کا نقشہ پیش کررہا ہے؟ کیا پاکستان میں جمہوریت اپنی روح کے مطابق نافذ العمل ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔۔آج جس طرف نظر اُٹھتی ہے آگ و خون کی بارش دکھائی دیتی ہے۔ ہر سمت ظلم و جبر کا دھواں اٹھتا نظر آتا ہے۔ پاکستان کا غریب طبقہ مقہور و مجبور بن چکا ہے۔جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا مظاہرہ نظر آرہا ہے۔ملک کے وسائل پر صرف چند خاندان مسلط ہیں۔ پاکستانی معیشت خاص ہاتھوں کے کنٹرول میں ہے۔عوام خوف و دہشت کی فضاء میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔وقت کا تقاضہ ہے کہ آج کے دن کو یوم احتساب کے طور پر منائیں اور سوچیں کہ ہم نے کیا کھویا کیا پایا کیونکہ آج کا دن ہمیں اپنے بزرگوں اور

عظیم راہنماؤں کی قربانیوں اور ان کے مقاصد کی یاد دلاتا ہے۔کہ ہمارے ان رہنماؤں نے آزادی اور جمہوریت کا جوخواب دیکھا تھا وہ شرمندۂ تعبیر تو ہوا تا ہم ہمارے سامنے آزادی، اخوت، مساوات کا عظیم تصور تشنۂ عمل ہے۔وطنِ عزیز کے تمام باشندوں کو یکساں طور پر آگے بڑھ کر یکجہتی کا عملی مظاہرہ کرنا ہوگا تا کہ ہم کامیابی کی منزل طے کر سکیں۔اس موقع پر ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمارا ملک آج بھی گوناں گومسائل سے دوچار ہے اور یہ بات ہمارے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔بلاشبہ ہم نے شدید مزاحمتوں کے باوجود وفاقی اور جمہوری کردار کا زبردست مظاہرہ کیا۔سائنس وٹیکنالوجی ،صنعت وحرفت اور زراعت،نقل وحمل، اطلاعاتی اور مواصلاتی ٹیکنالوجی کے شعبوں میں ہمارے ملک نے اہم کردار ادا کیا ہے۔لیکن آج بھی ہم عدمِ مساوات، بے روزگاری، پسماندگی اور ناخواندگی وغیرہ کے عفریت سے دوچار ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ ہم اس دور کے تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ملک وقوم کی ترقی وکامرانی کے لیے درست راستوں کا تعین کریں۔

درخواست دعا

تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ذیل میں درج احباب جماعت بیمار ہیں۔ان تمام احباب کی صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

جناب شہزاد احمد (راولپنڈی)۔عقیل احمد صاحب (راولپنڈی) منور احمد صاحب (اوکاڑہ)۔ بیگم بشارت احمد صاحب (دارالسلام) ۔حسین احمد صاحب (سرائے نورنگ، پشاور)۔کیپٹن (ر) سعادت اللہ ندیم صاحب (سیالکوٹ)

☆☆☆☆☆

انتقال پُر ملال

’’بے شک ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے‘‘

شاہد پرویز صاحب (راولپنڈی)

تمام احباب کو یہ پڑھ کر دُکھ ہوگا کہ راولپنڈی میں جناب مبارک احمد صاحب کے بیٹے شاہد پرویز صاحب ایک طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے ہیں۔

آپ کی نماز جنازہ راولپنڈی میں ادا کی اور وہیں آپ کی تدفین کی گئی۔ جامع دارالسلام میں آپ کی نماز جنازہ غائبانہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

والد صاحبزادہ مظفر احمد صاحب (راولپنڈی)

ہمارے مبلغ جناب مظفر احمد صاحب کے والد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں ۔مرحوم نہایت ہی خوب سیرت اور خوش اخلاق انسان تھے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے

بشارت احمد صاحب (پشاور)

جماعت پشاور کے نہایت ہی مخلص اور فعال کارکن گذشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

مرحوم ہر سال باقاعدگی سے سالانہ دعائیہ میں تشریف لاتے۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ان کی وفات سے جہاں پشاور جماعت کو بہت بڑا صدمہ پہنچا وہاں پوری جماعت میں ان کی کمی کو شدت سے محسوس کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆

ہماری جماعت کو چاہیے

حضرت مسیح موعودؑ کے درج ذیل ارشادات جب حاضرین مجلس کو سنائے گئے تو احباب پر رقت طاری ہوگئی اور اُن کی پلکیں بھیگ گئیں۔ انہیں پیغام صلح میں اس لئے شائع کیا جا رہا ہے کہ دوسرے دوست بھی اپنا جائزہ لے سکیں۔ (ادارہ)

ہماری جماعت کو چاہیے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے، یہ بڑی مشکلات نہیں ہیں۔ میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مشکلات آسان کر دی ہیں کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں۔ ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کمریں جھک جائیں یا ناخن بڑھا لیں یا پانی میں کھڑے رہیں اور چلہ کشیاں کریں یا اپنے ہاتھ خشک کر لیں اور یہاں تک نوبت پہنچے کہ اپنی صورتیں بھی مسخ ہو جائیں۔ ان صورتوں کے اختیار کرنے سے بعض لوگ بخیال خویش با خدا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ایسی ریاضتوں سے خدا کو کیا ملنا ہے؟ انسانیت بھی جاتی رہتی ہے۔

ہمارے سلوک کا یہ طریق ہرگز نہیں ہے بلکہ دین حق نے اس کے لئے نہایت آسان راہ رکھ دی اور یہ وہ کشادہ راہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا ہے اھد نا الصراط المستقیم۔ یہ دعا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے تو ایسے طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی لیکن سامان کچھ بھی مہیا نہ کیا ہو۔ نہیں بلکہ جہاں دعا سکھائی ہے وہاں اس کے لئے سامان بھی مہیا کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اس سے اگلی سورت میں اس قبولیت کا اشارہ ہے۔ جہاں فرمایا ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔ یہ گویا ایسی دعوت ہے جس کا سامان پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ جو قویٰ انسان کو دیئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں جو نور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے کوئی شخص اپنے آپ کو ان قویٰ سے محروم نہ سمجھے کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کر دی ہے جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں ان برکات سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے کئی مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، سجدہ وغیرہ پھر آٹھ پہروں میں ۵ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔

نمازوں کی اصل غرض اور مغز دعا ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیّت اور عبودیّت میں اس قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیّت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دردھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیے۔ بعض لوگوں کا خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ بالکل غلط ہے اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفاتِ قدرت وتصرّف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرات نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آؤ۔ صرف شرط

اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال، اپنے آپ کو بناؤ۔ اور وہ سچی تبدیلی جو اللہ تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل اور برکات ہیں مگر ان کو دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو، اگر سچی محبت ہو تو اللہ تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے۔ اور تائیدیں کرتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ اللہ کی محبت ایک ایسی شے ہے جو انسان کی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفا انسان بنا دیتی ہے اس وقت وہ کچھ کچھ دیکھتا ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا اور وہ کچھ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فائدہ فضل و کرم کا انسان کے لئے تیار کیا ہے۔ اس کے حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کے لئے استعدادیں بھی عطا کی ہیں۔ اگر وہ استعدادیں تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تھا۔ یا اگر سامان تو ہوتا لیکن استعدادیں نہ ہوتیں تو کیا فائدہ تھا مگر نہیں یہ بات نہیں ہے۔ اس نے استعدادیں بھی دی ہیں اور سامان بھی مہیا کیا ہے۔ جس طرح پر ایک طرف روٹی کا سامان پیدا کیا تو دوسری طرف آنکھ، زبان، دانت اور معدہ دیا اور جگر اور امعا کو کام میں لگا دیا اور ان کاموں کا مدار غذا پر رکھ دیا۔ اگر پیٹ کے اندر ہی کچھ نہ جائے گا تو دل میں خون کہاں سے آئے گا۔ کیلوس کہاں سے بنے گا۔ اسی طرح پر سب سے اول اس نے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام جیسا مکمل دین دے کر بھیجا اور آپ کو خاتم النبیین ٹھہرایا اور قرآن شریف جیسی کامل اور خاتم الکتاب عطا فرمائی جس کے بعد قیامت تک نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی نیا نبی نئی شریعت لے کر آئے گا۔ پھر جو قویٰ سوچ اور فکر کے ہیں۔ ان سے اگر ہم کام نہ لیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف قدم نہ اُٹھائیں تو کس قدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورت میں ہمارے لئے کس قدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے۔ اس سورۃ میں جس کا نام خاتم الکتاب اور ام الکتاب بھی ہے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اس کے حصول کی کیا راہ ہے۔ ایاک نعبد گویا انسانی فطرت کا اصل منشاء ہے اور وہ ایاک نستعین پر مقدم کر کے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہاں تک انسان کی اپنی طاقت، ہمت اور سمجھ میں ہو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں ہی اور مجاہدہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے اور اس کے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اس کی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے دعا کرے۔ انسان کی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے جس طرح سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اھد نا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یا اللہ ہم کو سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر نماز میں اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے۔ اس دعا کا اس قدر تکرار ہی اس کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔

ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رٹ لینا اصل مقصد نہیں ہے بلکہ یہ دعا انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ ہے۔

(پیغام صلح 28 اپریل 1982ء)

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش

احباب و خواتین جماعت سے درخواست ہے کہ موجودہ حالات و مسائل کے پیش نظر مضامین لکھ کر ارسال فرمائیں۔ یہ آپ کا اخبار ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ متنوع بنانے کے لئے تعاون کی ضرورت ہے۔

پیغام صلح کے معیار کو بلند رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن آپ کے تعاون کے بغیر اس کے معیار کو مزید بلند کرنا ممکن نہیں۔ اپنے قیمتی مضامین ایڈیٹر پیغام صلح کے نام ارسال فرمائیں۔

ایڈیٹر پیغام صلح

مدثر عزیز (مدیر) پیغام صلح انٹرنیشنل نے دفتر 8-7 برنیئر سٹریٹ 10713 برلن (جرمنی) سے شائع کیا

ہم درسِ وفا دیتے رہے جنہیں صبح وشام

عامر عزیز الازہری

سیاہ رات میں دیّا اک جلا تو دیا ہے
دلِ مضطرب کو کچھ سمجھا تو دیا ہے
بے گورو کفن لاشوں کے شہر نے
آخر قاتل کو بھی کچھ رُلا تو دیا ہے
غفلت کے لحافوں میں پڑے مُردوں کو
لفظوں کی تاثیر نے کچھ جگا تو دیا ہے
میرے بکھرے خواب ، برباد جوانی نے
گرمئی جذبات کو کچھ سُلا تو دیا ہے
ہم درسِ وفا دیتے رہے جنہیں صبح و شام
انہی پیاروں نے انجامِ وفا سمجھا تو دیا ہے
سینچا ہے خونِ جگر سے چمن کو تمہارے
آخری قطرۂ خون بھی اپنا بہا تو دیا ہے
میرے خوابوں کی وقعت فقط اتنی ہے عزیزؔ
گردشِ ایام نے سب کچھ بھلا تو دیا ہے